

RAJYA SABHA

Tuesday, the 7th March, 1961/the
16th Phalguna, 1882 (Saka)

The House met at eleven of the
clock, MR. CHAIRMAN in the Chair.

OBITUARY REFERENCES

PASSING AWAY OF SHRI GOVIND BALLABH
PANT, MINISTER OF HOME AFFAIRS

سنجائی تہا ودیت ملتری (حافظ

محمد ابراہیم) : جناب چہر میں
صاحب - میں اس وقت اس
لئے کھڑا ہوا ہوں کہ جو دردناک اور
دل دہانے والی موت پنت جی کی
واقع ہو گئی ہے اس کے متعلق اس
ایوان میں عرض کروں اور کچھ آپ کی
خدمت میں گزارش کروں -

پنت جی کی ذات ایک ایسی ذات
تھی کہ جس کے لئے کسی انٹرویو کشن
کی یا بتانے کی ضرورت نہیں ہے -
آج ان کا دیہانت ہوا، انتقال ہوا اور
میں چاہتا ہوں، میری تمنا ہے کہ ہر
ہندوستانی کی موت اس طریقہ سے واقع
ہو جیسے کہ پنت جی کی موت
ہوئی - یوں تو مرنا ہر انسان کو ہے
لیکن جو موت ملک کی خدمت میں
ہو، وطن کی محبت کی بدولت ہو وہ
ایک ایسی ذی عزت موت ہے کہ اس
کا نصیب ہونا ہر اس انسان کے لئے
جو کسی ملک کا رہنے والا ہے بڑی
خوش قسمتی کی بات ہے -

معلوم ہے کہ پنت جی کو اس
وقت کیا ہوا - کس وجہ سے ان کی
موت ہوئی - وہ ڈاکٹروں کو بھی معلوم
ہے - وہ اس وقت کیا کر رہے تھے -
اس ملک کی خدمت انجام دے رہے
تھے - اس کا کام کر رہے تھے - جس
وقت کہ ان کو وہ آڈیک ہوا اور جس
کے بعد وہ بیہوش ہوئے - تو جیسا کہ
میں نے عرض کیا کہ ان کی موت اس
ملک کی خدمت میں ہوئی - انہوں
نے اور سگریں کیا - جتنا کام اپنی
ڈنڈرستی کے لحاظ سے کر سکتے تھے
اس سے زیادہ انہوں نے کام کیا اور ایک
ایسی قربانی کی جو قربانی خود ہی
اپنی مثال ہے اور ہر انسان کو، ہر
ہندوستان کے رہنے والے کو میں سمجھتا
ہوں اس سے سبق لینا چاہئے اور وطن
کی محبت سیکھنی چاہئے -

ایک شاعر کا شعر ہے —

محبت محبت وطن کی محبت
اسی دہن میں ہر گیت گائے چلا جا
میں پنت جی کی زندگی کو جب
شروع سے آخر تک دیکھتا ہوں تو اس
کے اوپر یہ شعر اس شاعر کا پوری
پوری طرح عاید ہوتا ہے - انہوں نے
وکالت کی، مشہور وکیل تھے بہت
آمدنی تھی ان کو لیکن چونکہ دل
میں درد رکھتے تھے الفت رکھتے تھے
محبت رکھتے تھے اپنے وطن سے انہوں
نے کانگریس کا راستہ اختیار کیا
کانگریس میں گئے اور کانگریس ہی

[حافظ محمد ابراہیم]

میں رہے۔ قبل اس کے کہ کانگریس کو کچھ بھی حاصل ہوتا ایک لیڈری کی پوزیشن اپنی قابلیت کی بنا پر اس خدمت کی بنا پر جو وہ انجام دیتے تھے حاصل کی۔ مہاتما گاندھی کیسی ان کی قدر کرتے تھے اور ان کے بھائی بڑے بڑے لیڈر جو اس ملک میں رہنے والے تھے اور کانگریس میں تھے ان کی کس قدر عزت کرتے تھے کیسی پخت جی کے مشوروں کی تلاش ہوتی تھی کہ ان کے مشورہ کو لیکر کسی کام کو کیا جائے۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جو کانگریس کی تاریخ میں لکھی ہوئی ہیں، ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت میرے دل میں کچھ باتیں آتی ہیں۔ جو کچھ بھی ایک انسان کی طبیعت پر ایسے موقع پر اثر ہو سکتا تھا وہ مجھ پر ہے، آپ پر ہے، ہر ہندوستانی پر ہے۔ اس لحاظ سے ان کی موت میرے نزدیک ایک خوش قسمتی کی بات ہوئی کہ وہ وطن کی خدمت میں ہوئی۔ اس وطن کی خدمت میں ہوئی جس وطن کی خدمت میں انہوں نے پورا بس کی لاکھیاں کھائیں، جیلیں بھگتیں، نثار بندیوں میں رہے، مصیبتیں اٹھائیں، مالی نقصان برداشت کئے ہر طرح کی قربانی کی۔ اور آج ان کی موت واقع ہوئی۔ تو یہ تو ان کے لئے خوش قسمتی ہے۔ ہمارے لئے ایک مثال ہوئی۔

مگر یہ ہمیں تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ وہ موت ہے جس سے کہ ہم کو ہی نہیں، صرف کانگریس کو ہی نہیں، صرف ہمارے لیجسلیچر کو ہی نہیں، ہماری گورنمنٹ کو ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو بہت بڑا نقصان ہے، کل ہندوستان کو بہت بڑا نقصان ہے۔ ایسی ہستوں کا اٹھ جانا اور ایسے وقت پر جس وقت کہ ملک کو خاص ضرورت واقع ہو، اس کی خاص ضرورتیں ہوں، بہت بہت بڑی بات ہے۔ اگر ہم تمام اپنے ملک کے اوپر نظر ڈالیں اور ادھر سے ادھر تک دیکھیں کہ آج جس ہدایت کی، جس روشنی کی، جس لیڈر شپ کی اتنی ضرورت ہے وہ ہمارے پاس ہے یا نہیں ہے، کتنی ہے اور کتنی نہیں ہے اور اس نظر سے ہم اس بات کو دیکھیں کہ آج پخت جی ہمارے درمیان میں نہیں رہے ہیں، ہم میں سے اٹھ گئے ہیں تو میں عرض کروں گا کہ اس کے سوائے اور کسی نتیجہ کے اوپر ہم پہنچ نہیں سکتے ہیں کہ اس سے زیادہ ہندوستان کے لئے اور کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی موت ہندوستان کو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے جتنا کہ نقصان پخت جی کے انتقال سے ہوا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ وہ ممبر یہاں کے تھے کانگریس کے ممبر رہے

لیجنسلیٹیو کے ممبر تھے، یہاں کی سنٹرل اسمبلی جو تھی اس کے جو ریکارڈس ہیں ان سے ان کی قابلیت کا حال معلوم ہو سکتا ہے کہ ملک کی ہر حیثیت سے انہوں نے کیا خدمت انجام دی۔

تو میں عرض کرونگا کہ ایسی مصیبت ہمارے اوپر اس وقت آئی ہے اور ہمارے ملک نے ایسے ایک بہت ہی بڑی کمی کی بات واقع ہوئی ہے۔ ہم اس کو جہاں صبر اور سکون کے ساتھ برداشت کریں وہیں اسی کے ساتھ میں یہ عرض کرونگا کہ ہم کو چاہیئے، ہمارا یہ فرض ہے کہ پنت جی کے انتقال کے بعد ہم ان کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلیں، اس کے اوپر عمل کریں اور ان کی جیسی وطن کی محبت اپنے دل میں دکھیں اور وطن کی خدمت کا جو جذبہ ان کے دل میں تھا ویسا ہی ہمارے دلوں میں ہو۔

میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا ہوں اور جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ان کے وارثان کو، ان کے پسمندگان کو، ان کی فیملی کے جو ممبر ہیں ان کو اس ہاؤس کی طرف سے کانڈولینس بس بھیج دیا جائے۔

†[سچائی تیاں] بیچوت منتری (ہافیز) مہممد ابراہیم) : جناب چہرمن ساہب میں اس وقت اس نئے خبا ہوا ہوں کہ جو دردناک اور دل دکھانے والی مائت پنت جی کی واکیا ہوں گئی ہے اس کے م

اس اوان میں ارج کھنگا اور کول آپکی خیدمت میں گوارا کھ

پنتجی کی جات اک اسی جات یی کی جسکے لیے کسی انڈروڈیشن کی یا بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج انکا دھانت ہوا، انتکال ہوا اور میں چاہتا ہوں، مہری تمنا ہے کہ ہر ہندوستانی کی مائت اسی تریکا سے واکیا ہو، جسے کی پتا جی کی مائت ہئی۔ یوں تو مرننا ہر انسان کو ہے، لکن جن مائت ملک کی خیدمت میں ہو، وتن کی موہبت کی وداوت ہو وہ اک اسی جی انجنت مائت ہے کہ اسکا نسیب ہونا ہر انسان کے لیے جو کسی ملک کا رھنے والا ہے، بڑی خواکسمتی کی بات ہے۔

مالوم ہے کہ پنت جی کو اس وکت ویا ہوا۔ کس وکھ سے انکی مائت ہئی۔ وہ ڈاکٹروں کو بھی مالوم ہے۔ وہ اس وکت ویا کر رھے تھے۔ اس ملک کی خیدمت انجام دے رھے تھے۔ اسکا کام کر رھے تھے۔ جس وکت ک انکو وہ اڑک ہوا اور جسکے واد وہ بھوج ہوے۔ تو جسا کی مائت کیا کی انکی مائت اس ملک کی خیدمت میں ہئی۔ انھوں نے اوور سٹڈ کیا۔ جتنا کام اپنی تندوہستی کے لیاہا سے کر سکتے تھے اسے ویا انھوں نے کام کیا اور اک اسی کوروانی کی جو کوروانی خود ہی اپنی ممال ہے اور ہر انسان کو ہر ہندوستان کے رھنے والے کو میں سمجھتا ہوں اسے سبک لینا چاہیے اور وتن کی موہبت سیکھنی چاہیے۔ اک شاعر کا شعر ہے—

موہبت موہبت وتن کی موہبت
ہمی دھن میں ہر گیت گایے چلا جا۔

میں پنت جی کی جندگی کو جب شرو سے آخیر تک دیکھتا ہوں، تو اسکے اوپر یہ شعر اس شاعر کا پوری پوری ترہ آراید ہوتا ہے۔ انھوں نے وکانل کی، مشاھر وکیل تھے، بہت آامدنی تھے انکو، لکن چھک دل میں ورت رھتے تھے، ورت رھتے تھے، موہبت رھتے

[हार्दिक मुहम्मद इब्राहीम]

ये अपने वतन से, उन्होंने कांग्रेस का रास्ता अखिरे तक किया। कांग्रेस में गये और कांग्रेस में ही रहे। कबल इसके कि कांग्रेस को कुछ भी हासिल होता, एक लीडरी पोजीशन अपनी काबलियत की बिना पर, उस खिदमत की बिना पर जो वह अंजाम देते थे हासिल की। महात्मा गांधी कैसी उनकी कदर करते थे और उनके भाई बड़े बड़े लीडर जो इस मुल्क में रहने वाले थे और कांग्रेस में थे उनकी किस कदर इज्जत करते थे, कैसी पंत जी के मशविरों की तलाश होती थी कि उनके मशविरा को लेकर किसी काम को किया जाये—यह सब बातें ऐसी हैं, जो कांग्रेस की तारीख में लिखी हुई हैं, उनको दोहराने की जरूरत नहीं है। इस वक्त मेरे दिल में कुछ बातें आती हैं। जो कुछ भी एक इंसान की तबीयत पर ऐसे मौके पर असर हो सकता था वह मुझ पर है, आप पर है, हर हिन्दुस्तानी पर है। इस लिहाज से उनकी मौत मेरे नज़दीक एक खुशकिस्मती की बात हुई कि वह वतन की खिदमत में हुई। इस वतन की खिदमत में हुई जिस वतन की खिदमत में उन्होंने पुलिस की लाठियां खाईं, जलें भुगतीं, नजर बन्दियों में रहे, मुसीबतें उठाईं। माली नुकसान बरदास्त किये, हर तरह की कुरबानी की। और आज उनकी मौत बरदास्त हुई। तो यह तो उनके लिये खुशकिस्मती है। हमारे लिये एक मिसाल हुई। मगर यह हमें तक मह-टूद नहीं है, बल्कि यह वह मौत है, जिससे कि हमको ही नहीं, सिर्फ कांग्रेस को ही नहीं, सिर्फ हमारे लेजिस्लेचर को ही नहीं, हमारी गवर्नमेंट को ही नहीं, बल्कि हिन्दुस्तान को बहुत बड़ा नुकसान है, कुल हिन्दुस्तान को बहुत बड़ा नुकसान है। ऐसी हस्तियों का उठ जाना और ऐसे वक्त पर जिस वक्त कि मुल्क को खास जरूरत बाकया हो, उसकी खास जरूरत हो, बहुत बड़ी बात है। अगर हम तमाम अपने मुल्क के ऊपर नज़र डाले और इधर से उधर तक देखें कि आज जिस

हिदायत की, जिस रोशनी की, जिस लीडर-शिप की इतनी जरूरत है, वह हमारे पास है या नहीं, कितनी है और कितनी नहीं है और इस नज़र से हम इस बात को देखें आज पंत जी हमारे दरमियान में नहीं हैं, हम में से उठ गये हैं, तो मैं अर्ज करूंगा कि इसके सिवाये और किसी नतीजे के ऊपर हम पहुंच नहीं सकते हैं कि इससे ज्यादा हिन्दुस्तान के लिये और कोई मुसीबत नहीं हो सकती है और कोई मौत हिन्दुस्तान को इससे ज्यादा नुकसान नहीं पहुंचा सकती है, जितना कि नुकसान पंत जी के इंतकाल से हुआ है।

मैंने अर्ज किया कि वह मेम्बर यहां के थे, कांग्रेस के मेम्बर रहे, लजिस्लेचर के मेम्बर थे, यहां की सेंट्रल असेम्बली जो थी, उसके जो रिकार्ड हैं उनसे उनकी काबलियत का हाल मालूम हो सकता है कि मुल्क की हर हैसियत से उन्होंने क्या खिदमत अंजाम दी।

तो मैं अर्ज करूंगा कि ऐसी मुसीबत हमारे ऊपर इस वक्त आई है और हमारे मुल्क के लिये एक बहुत बड़ी कमी की बात बाकया हुई है। हम उसको जहां सबर और मकून के साथ बरदास्त करें वहां इसी के साथ मैं यह अर्ज करूंगा कि हमको चाहिये, हमारा यह फर्ज है कि पंतजी के इंतकाल के बाद हम उनके दिखाय हुये रास्ते पर चलें, उनके ऊपर अमल करें, और उनकी जैसी वतन की मोहब्बत अपने दिव में रखें और वतन की खिदमत को जो जज़बा उनके दिल में था वैसा ही हमारे दिलों में हो।

मैं ज्यादा वक्त नहीं लेना चाहता हूँ और जनाब की खिदमत में अर्ज करता हूँ कि उनके वारिसान को, उनके पसमानदागान को, उनकी फेमिली के जो मेम्बर हैं उनको इस हाउस की तरफ से कोंडोनेन्सिसज भेज दिया जाये।

SHRI BHUPESH GUPTA (West Bengal): I rise, Sir, to express our deep sorrow and condolence at the death of Shri Govind Ballabh Pant. He was not only the Leader of the House, he was an outstanding personality in the leadership of the national struggle, and when we are today rising to express our deep grief, naturally, we recall to our mind those days in which he braved lathi-charges in the streets, went to prison and suffered, and he continued the struggle till freedom was won. That made him a great personality in the country and naturally, it is a tribute to him that today we remember those great traditions and we remember the personality such as he was. Sir, apart from that, in his passing away we have lost a personality in this House and his place would be difficult to fill. We have always admired from this side of the House his high intelligence, his patience and tolerance and his magnificent parliamentary skill. These are assets in a parliamentary democracy which we all cherish. From tomorrow, probably these qualities which radiated very great confidence in this House and affected us also on this side will be missed. But even so, I feel that his words in this House as well as the manner in which he functioned in this House in relation to us as to the rest of the Members will echo down the years that follow.

I have nothing much to add. Only I request you, Sir—as you no doubt will—to convey our deep sorrow and condolence to the members of his bereaved family.

He lived a life full of activity and devotion to the service of the country and we admired this. Although it has not been always possible for us to agree with him, even so, we admired his devotion to work, his pertinacity in his work and so on.

Finally, I would like to say that all of us in this House today are expressing the same sentiment, sentiments of

sorrow and grief, of sympathy and condolence.

SHRI ROHIT M. DAVE (Gujarat): Mr. Chairman, with a heavy heart I rise to associate my group and myself with the expression of our deep sorrow at the sad demise of Shri Govind Ballabh Pant. Sir, Pantji impressed every Indian and others with his passionate dedication to the service of the nation and his indomitable will to overcome any obstacle that came in the way of peace and prosperity of our country. He worked, the whole of his life, first to liberate our nation and suffered heavy losses in that struggle; after independence, he continued to serve the nation till the last ounce of energy in him. His work in Parliament and in the Legislatures will serve as an object lesson for all those who want to serve our nation through this august institution. This House feels a special sense of bereavement because he was the Leader of the House and while working at a speech which was to be delivered in this House, he lost consciousness and ultimately lost his life also. He literally worked himself to his final end and contributed the last ounce of his energy for the service of the nation. May his soul rest in peace.

I hope, Sir, on behalf of us, you would convey our condolences to the bereaved family of Pantji.

SHRI DAHYABHAI V. PATEL (Gujarat): Sir, I rise to express my condolences and share the feelings expressed by the previous speakers, on behalf of our group in this House. Personally, having had the rare privilege of coming very close to Pantji for a long number of years, this is an occasion which makes it difficult to speak. Apart from his achievements, his work in the public life and in the political life of this country, to which reference has been made by the previous speakers, I feel, Sir, one of the greatest qualities of Pantji was that he was intensely human. He was a very kindly person. I had occasion to worry him on a few small matters and

[Shri Dahyabhai V. Patel.]

in the midst of all his cares he was always willing to listen and, if possible, to help. We have lost one of the greatest sons of this country. He leaves a void which it will be difficult to fill.

DR. H. N. KUNZRU (Uttar Pradesh): Mr. Chairman, having had the privilege of knowing Pandit Govind Ballabh Pant for more than forty-five years, it is difficult for me to give expression to my feelings on this occasion, Sir, the very first day that I came to know him, I realised that he was far above all of us. Having followed his career, I can say without fear of contradiction that in his judgment of a situation, his grasp of facts, his administrative ability, he had few equals in the country. I should add that he had qualities which made him not merely an administrator but also a statesman. And, it is the combination of these qualities that made him occupy so large a position in the eyes of our countrymen. We know, Sir, the ability and skill with which he took part in the debates in this House. I feel that his parliamentary skill was superb. I have not known it equalled, Sir, during the few years that I have been in Parliament. The skill that he showed was not a matter of artificial management of facts or of men. It showed that he had the rare quality of being able to put his point of view in such a way as to excite the least opposition. Sir, this is not the time to review the work that he did, but I should like to say that in spite of all that he suffered in the days when he was fighting bravely for the freedom of his country, he never allowed himself to be embittered by his sufferings. Whether it was the influence of Mahatma Gandhi or his own nature that made him rise above his sufferings, I cannot say, but I think it will be acknowledged by all those who came in contact with him that when one talked to him about the past, one did not notice the slightest trace of bitterness in what he

said about it. Sir, a great countryman of ours has passed away today and we cannot but be in mourning. It will be long before we shall be able to find a man who will be able to fill the place left vacant by him.

I request you, Sir, to convey our feelings of deep sorrow and grief over the passing away of Pandit Govind Ballabh Pant to the members of his family.

MR. CHAIRMAN: Friends, I wish to associate myself with the sentiments so feelingly expressed by the representatives of the different groups here. We have lost a great Leader, a great parliamentarian and a great national leader also. His place in the struggle for freedom and also in the post-independence years is significant and secure. I heard of his activities as the Chief Whip of the Swaraj Party in the old Central Assembly when there were many stalwarts like Motilal Nehru, Malaviya, Jayakar, Srinivasa Iyengar etc. I came to know him a little more intimately when I took charge of the Banaras University affairs from 1939 to 1948, and when he became the Leader of this House, our connections became closer and more intimate. It is a matter of great pride for me that in the last months when both of us happened to be here we used to meet at least twice a week to discuss not parliamentary affairs but the results of our reflections on the affairs of this country etc. His last intervention in Parliament was in this House and when he took ill he was preparing the reply to the Debate on the President's Address which he hoped to deliver on the 21st morning. Till the last moment his devotion to duty at the risk of his health stood out. For 14½ days he was alive; that is the result of his robust constitution and the marvels of medical science which the doctors who attended on him were able to use, but he had to succumb at last and this morning about ten minutes to nine he passed away.

Reference was made to his great parliamentary skill. I have noticed it here; all of you have noticed it. Very soothing, very conciliatory, very civilised in his appeal, he made few errors, ruffled few tempers and disarmed every kind of opposition. You had in him a combination of common sense, clarity, balance of judgment and patriotism. It will be difficult for us to get another of the same calibre. Reference was made to his physical sufferings which he sustained during the struggle for freedom, but, as was said these physical ailments did not produce in him any embitterment of spirit. He was human, humane and always anxious to find fault with himself more than with others. Of course, as a parliamentarian when the opponents played into his hands he was devastating with a great sense of humour and yet he left no bitterness behind. His life is an example of service for the country. Till the end that was his one ambition and he

has left behind an inspiring example for us all to follow. There is no doubt that we will feel his loss for many many years to come. I shall certainly communicate the feelings of this House, of all section of this House, of sorrow, grief and a sense of personal loss, that we lost a great guide and a dear friend to one and all of us.

May I request you to stand for two minutes as an expression of our sorrow?

[Hon. Members then stood in silence for two minutes.]

MR. CHAIRMAN: The House stands adjourned till 11 A.M. tomorrow.

The House then adjourned at twenty-five minutes past eleven of the clock till eleven of the clock on Wednesday the 8th March, 1961.